www.abdulhaq.info/articles/hinduism

Paigham Sulh, 3 April 1923, p. 5

مراسلات

* * *

مسلم ہائی سکول لاہور

* * *

طلبا کو الوداعی پارٹی

مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۳ء کو اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور نے نفتہ ہائی کلاس کے طلبا کو الوداعی پارٹی دی جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور بہت سے معزز حضرات کو بھی مدعو کیا گیا۔ خورد و نوش کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب نے طلبا سے مندرجہ ذیل خطاب کیا۔

ہیڈ ماسٹر صاحب کی تقریر

حضرت مولوی صاحب۔ بزرگو اور عزیز طالب علمو! میں اس لئے کھڑا نہیں ہوا۔ کہ کوئی لمبی تقریر کر کے آپ کی سمع خراشی کروں بلکہ اپنے خیالات کا اظہار چند ایک ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کرنا چاہتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ آپ کی جدائی کی وجہ سے میرے دل میں کیا کیا خیالات موجزن ہو رہے ہیں۔ عزیزان من بعض آپ میں سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی عمر کا ایک کافی حصہ اس سکول میں گذارا ہے اور اس کے فوائد سے اپنے آپ کو متمتع کرتے رہے ہیں۔ بعض آپ میں ایسے ہیں جن کو آئے ہوئے صرف تھوڑا عرصہ گذرا ہے۔ اور پورے طور پر سکول کی روایات سے مستفید نہ ہو سکے لیکن تاہم آپ کے دل اس جدائی کو ضرور محسوس کرتے ہوں گے۔

عزیزان من جو شخص کسی ایک جگہ چند گھنٹوں کے لئے ہی قیام کرتا ہے۔ جب وہ وہاں سے روانہ ہوتا ہے۔ تو اس جگہ سے محبت اور الفت اس کو پیدا ہو جاتی ہے لیکن آپ لوگ جنہوں نے کئی ایک سال اس سکول میں بسر کئے ہیں۔ اور اس کی چار دیواری اور اس کے گوشے گوشے سے واقف ہیں۔ آپ بھی اس مفارقت کو بہت محسوس کرتے ہوں گے۔ آپ میں سے بہت سے لوگ دنیا کے کاروبار میں محو ہو جائیں گے۔ اور بعض اعلیٰ التعلیم کے حصول کے لئے کوشش کریں گے۔ تاہم اس وقت بھی آپ اس سکول کو فراموش نہ کیجئے۔ اس وقت یہ سکول ایک بچے کی مانند ہے جس کی عمر پانچ چھ سال ہے۔ اس کو اعلیٰ منزل پر پہنچانے کی کوشش کرنا آپ کا بھی فرض ہونا چاہیئے۔ آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ سکول آپ کا ہی ہے۔ اور آپ لوگوں نے ہی اس کو اپنی ان تھک کوششوں سے اعلیٰ مقام پر پہنچانا ہے۔ موجودہ سکول کی عمارت کا سوال بہت تکلیف دہ ہے۔ اور ہمارے راستہ میں طرح طرح کی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ آپ بھی دعا کریں۔ دعا کے ساتھ جس قدر کوشش ہو سکے وہ بھی کریں۔ آپ ہی وہ لوگ ہیں۔ جو اس زمانے میں بھی دنیا کو اپنے کارنامے دکھا کر محو حیرت کر سکتے ہیں تھوڑے ہی دن کی بات ہے کہ ڈی۔ اے۔ وی کالج جالندھر کا پرنسپل فخریہ طور پر کہہ رہا تھا۔ کہ یہ کالج کی عمارت صرف ہمارے پرانے طلبا کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ دوسرا جو سب سے اہم کام آپ لوگوں نے کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اشاعت اسلام میں سرگرمی سے حصہ لیں۔ اپنے فرائض میں سے اس کو اپنا فرض اولین سمجھیں۔ اور اپنا تھوڑا سا قیمتی وقت اس کے لئے بھی صرف کریں۔ اسلام اس وقت سخت نازک حالت میں ہے۔ غیر مذہب کے لوگوں میں سے ہر ایک شخص اسلام کا دشمن اور خفیہ در خفیہ کارروائیوں سے اس کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اب چند دن سے آپ کے بھائیوں اور بہنوں کو جنہیں ملکانہ راجپوت کہتے ہیں، اسلام سے منحرف کر کے شرک کے گڑھے میں دھکیلا جا رہا ہے۔ اور جو کل آپ کے بھائی تھے۔ ان کو آپ کا دشمن بنایا جا رہا ہے۔ آپ کی ڈیوٹی یہ ہے کہ آپ بھی اپنی سرتوڑ کوشش سے اس بلا کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ جو وہاں جا سکتے ہیں۔ وہ وہاں جائیں اور جو وہاں جانے سے اپنے آپ کو قاصر پاتے ہیں۔ تو وہ روپیہ وغیرہ سے مدد کریں۔ اور ان لوگوں کو ہلاکت سے بچائیں۔ اور دوسرے مسلمانوں کو آپ بتا دیں کہ آپ کی سپرٹ دوسرے اسلامیہ سکولوں اور کالجوں کی طرح مردہ نہیں ہے۔ بلکہ زندہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کی سپرٹ بھی دوسرے اسلامیہ مدارس کے طلبا کو دیکھ کر کسی قدر دب جاتی ہے۔ جس کی زندہ نظیر آپ کے پڑوس میں اسلامیہ کالج ہے جس میں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ طلبا میں کوئی قومی احساس نہیں ہے۔ ہمارے سکول کے کھولنے کی پہلی غرض یہی تھی۔ کہ طلبا میں اسلامی جوش پیدا کیا جاوے۔ اور جب طلبا اس سکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر نکلیں۔ تو مشنری کا کام بھی کریں۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ وہ روح جو ہم آپ لوگوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ابھی تک پیدا نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ صرف بیرونی مشکلات ہی ہیں۔ بلکہ ہم لوگ بھی کسی حد تک ذمہ دار ہیں۔ ہماری طرف سے بھی غفلت اور تساہل سے کام لیا گیا ہے۔ جس کے لئے میں بھی اپنے آپ کو بری الذمہ قرار نہیں دیتا۔

عزیزان من۔ دنیا کے سامنے نیک نمونہ پیش کیجئے۔ اور نمازوں کی حفاظت کیجئے۔ اور دوسرے لوگوں کے دلوں پر اپنی نیکی۔ ایثار اور شرافت کا سکہ بٹھائیے۔ اور اپنے اخلاق حسنہ کا گرویدہ کیجئے۔

یہی وہ جوہر ہیں جو آج کل عام طور پر سکولوں میں مفقود ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کی اخلاقی حالت دیگر سکولوں کی نسبت کسی قدر بہتر ہے لیکن وہ ابھی تک مطلوبہ ترقی تک نہیں پہنچی۔

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم کو اللہ تعالےٰ اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔ اور آپ [illegible] بنائے۔

اب آپ اپنے اپنے گھروں کو جا رہے ہیں۔ ہمارے لوگوں کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اپنے والدین۔ عزیز و اقربا۔ سب کے سامنے اپنی تعلیم کا اچھا نمونہ پیش کیجئے۔ اور ان کے دل پر انکساری۔ حب الوطنی اور فرمانبرداری جیسے اخلاق حسنہ کا اچھا اثر ڈالئے۔ اخیر میں حضرت مولوی صاحب کا اور دیگر بزرگوں اور آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری دعوت قبول کر کے اتنی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔ والسلام۔

حضرت امیر کی نصائح

اس کے بعد حضرت امیر نے نہایت قیمتی نصائح طلبا کو فرمائیں اور دین و دنیا میں فلاح حاصل کرنے کے چند ایک اصول بتائے آپ نے فرمایا کہ تم سب مسلمان ہو۔ تم ایسی درسگاہ میں رہے ہو۔ جن کے اساتذہ بھی مسلمان ہیں۔ تم نے کچھ نہ کچھ ضرور یہاں سے سیکھا ہوگا۔ تم کو اپنے مدرسہ سے استادوں سے محبت ضرور ہو گئی ہوگی لیکن باوجود اس کے تم میں سے ہر ایک کی خواہش یہی ہے۔ کہ پھر دوبارہ سکول میں [illegible] کوئی بھی واپس اس سکول میں [illegible] اچھی اچھی نصائح تم کو بتانا چاہتا ہوں۔ اول تو یہ کہ سب سے بڑی جو چیز ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں مسلمان سمجھو۔ دل میں تنگدلی ہرگز نہ لاؤ۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کو کافر مت کہو۔ یہ اتحاد اور اتفاق کی بنیاد ہے۔ سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھو۔ دوسرے اپنی زندگیوں کو ان مسلمانوں کی طرح بناؤ۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں تھے۔ اسلام کا شوق اپنے اندر پیدا کرو۔ تمہاری ہر ایک بات میں اسلام کی بات پائی جاوے۔ تیسرے فرمایا کہ اب تم فارغ ہو۔ تم اب یہ فراغت کا وقت اسلام کے لئے دے سکتے ہو یعنی جو مصیبت اسلام پر ہے۔ اس کو ایک گونہ راجپوت ملکانوں میں جا کر دور کر سکتے ہو۔" اس کے بعد طلبا نے اساتذہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور وعدہ کیا کہ وہ حضرت امیر کی نصائح پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے۔

بعد ازاں [illegible] ماسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ کہ سب تکلیف فرما کر تشریف لائے ہیں اور پھر حضرت امیر نے دعا کے بعد جلسہ ختم فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تحقیق الادیان

* * *

۹ چیت کے آریہ گزٹ پر ایک سرسری نظر

سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں متعدد مرتبہ اپنے طریق عمل سے دو طرح کی غلط بیانیوں کو جائز قرار دے دیا ہے۔ ایک تو اپنی رائے اور خود تراشیدہ خیالات ویدوں کی طرف منسوب کئے۔ اور دوسرے غیر مذاہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کی طرف وہ وہ باتیں منسوب کیں کہ جن کا نام و نشان بھی ان مذاہب کے اندر نہیں ملتا۔ پس اگر آج آریہ سماج اسی سنت پر عمل پیرا ہو کر اس میں کمال کر دکھائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ آریہ گزٹ میں وید امرت اور وید اپدیش کے عنوان سے کسی نہ کسی وید منتر کی تفسیر شائع ہوا کرتی ہے تفسیر کیا ہوتی ہے۔

من چہ سرائم و طنبورۂ من چہ سراید

کی ضرب المثل کو اس کے کمال معنوی کے لحاظ سے سچ کر دکھایا جاتا ہے۔ اس پر کبھی کبھی ہم بھی قارئین اخبار بھی تفنن طبع کے لئے نظر ڈال دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی کی ایک قاش آج بھی ہدیہ ناظرین ہے ۹ چیت کے آریہ گزٹ میں "پرماتما کا انتظام" کے عنوان سے رگوید ۶/۱۶/۴۳ کی ایک بے سروپا تفسیر لکھی گئی ہے۔ منتر کے الفاظ یہ ہیں۔ اگنے یکشوا ہی یے تو اشواسو دیو سادھو ارم وہنتی منیوے۔ اس منتر کا دیوتا اگنی ہے۔ "یا تین اچھیتے سہ دیوتا" کے اصول کے ماتحت اس منتر میں اگنی دیوتا کی تعریف کی گئی ہے۔ کیونکہ جو دیوتا کسی منتر کا ہوتا ہے۔ اسی کا ذکر یا استتی اس منتر کا مقصد ہوتا ہے۔ چنانچہ بھردواج رشی اگنی دیوتا کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ اے اگنی دیوتا تیرے جو اعلیٰ گھوڑے ہیں۔ ان کو جوڑ دے۔ وہ تیری مرضی کے مطابق تیری گاڑی کو چلاتے ہیں۔" ان الفاظ سے کہنے والے کا جو مقصد ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنے ہاں اگنی دیوتا کو بلاتا ہے۔ اور کس غرض کے لئے بلاتے ہیں۔ اس کا ذکر اگلے منتر میں "آدیونت سوم پیتے" اپنی گاڑی میں دیوتاؤں کو سوم رس پینے کے لئے لا۔ رگ اور سام وید کے سینکڑوں منتروں میں کھلے طور سے دیوتاؤں کو دعوت دینے کے لئے بلایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو رگوید [illegible] وغیرہ وغیرہ

اب ذرا آریہ گزٹ میں اس منتر کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے [illegible] کہ اس وید منتر میں اس امر کی تعلیم دی گئی ہے۔ کہ انسانی قانون کے اندر تو کسی گناہ یا جرم کی ماہیت حکام وقت کی نظر سے مخفی بھی رہ سکتی ہے۔ لیکن الٰہی انتظام میں کسی حرکت اور فعل کا پرماتما کی نظر سے بچنا محال اور ناممکن ہے جس وقت ہی کسی فعل کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس کا اسی وقت اس سرودرشی عالم الغیب کو پورا پورا علم ہو جاتا ہے۔"

اب میں منتر کے الفاظ اور اس کی تفسیر کو آمنے سامنے نقل کر دیتا ہوں تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ آریوں کو منتروں کے مفہوم اور مطالب کے بیان کرنے میں کس قدر کمال حاصل ہے۔

دیوتا منتر کا لفظی ترجمہ	مطلب اور مفہوم
اے اگنی تیرے جو اعلیٰ گھوڑے ہیں۔ ان کو جوڑ دے وے تیری مرضی کے مطابق تیرے گھوڑے چلاتے ہیں۔	انسانی قانون کے اندر تو کسی گناہ یا جرم کی ماہیت حکام وقت کی نظر سے مخفی بھی رہ سکتی ہے لیکن الٰہی انتظام میں کسی حرکت اور فعل کا پرماتما کی نظر سے چھپنا محال اور ناممکن ہے جس وقت ہی کسی فعل کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس کا اسی وقت اس عالم الغیب کو پورا پورا علم ہو جاتا ہے۔

اس منتر کے الفاظ سے یہ مطلب اور مفہوم کیونکر پیدا ہو گیا یہ مت پوچھئے۔ کیونکہ آریہ سماج کا اصول تفسیر نویسی ہی ساری دنیا سے نرالا اور انوکھا ہے۔ اپنے کمال معنوی کے لحاظ سے انہوں نے من چہ سرائم و طنبورۂ من چہ سراید کی ضرب المثل کو جوں کا توں سچ کر دکھایا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس منتر کی تشریح کرتے ہیں آریہ مفسر نے دیانندی بھاشیہ کی طرز تفسیر کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیانند جی کے رگوید بھاشیہ اور یجروید بھاشیہ کو خوب دیکھا ہے اور ان کی طرز تفسیر سے بھی کسی قدر واقف ہوں۔ پس اسی طرز تفسیر کا تتبع کرتے ہوئے ہم بھی اس منتر کی تشریح کرتے ہیں۔ آریہ دوست اپنے قومی آرگن آریہ گزٹ اور ہماری تفسیر میں سے جس کو معقول اور منتر کے الفاظ سے زیادہ قریب پائیں اس کو اختیار کر لیں۔ اس منتر میں ہمارے نزدیک اگنی دیوتا سے مراد ریلوے انجن کا ڈرائیور ہے۔ ڈرائیور کو پرماتما حکم دیتے ہیں۔ کہ اے ڈرائیور تو ریل کی گاڑیوں کو جوڑ تاکہ تو اپنی مرضی کے مطابق سالم کی سالم ٹرین کو منزل مقصود پر لے جا سکے۔ پس اس وید منتر میں ریل کے بنانے اور اس کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی تعلیم دی گئی ہے کیسا صاف اور سیدھا سادا مطلب ہے کہ جو ہم نے منتر کے الفاظ کو سامنے رکھ کر پیدا کر دیا ہے۔ لفظ اشوا کے معنی تیز رفتار کے ہیں پھر ریل سے بڑھ کر تیز رفتاری اور کس میں ہو گی۔ آریہ دوست اگر ہمیں کچھ سہائتا دے دیں۔ تو ہم اس طرز پر کم از کم اس حصہ رگوید کی تفسیر لکھ کر دے سکتے ہیں کہ جس کی مشکلات کا اندازہ کر کے سوامی دیانند جی نے بھی اس کی تفسیر کرنے کی جرأت نہیں کی۔

اس وقت میں چونکہ سفر میں ہوں۔ باقی مضامین اور اغلاط آریہ گزٹ پر انشاء اللہ تعالیٰ پھر بشرط فرصت نظر کی جائیگی۔ (عبدالحق از پلول ضلع گوڑگانوہ)